REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹   شمارہ ۱۰

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپیہ
ممالک غیر ۲۵۰ بذریعہ بحری ڈاک روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۵؍مارچ ۱۹۹۰ء

۱۷؍شعبان ۱۴۱۰ ہجری   ۱۵؍امان ۱۳۶۹ ہش   ۱۵؍مارچ ۱۹۹۰ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت، سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے متواتر دعائیں جاری رکھیں۔

خطبہ جمعہ

یہ وہ قوم ہے جس میں زندگی کے آثار آج بھی موجود ہیں، آئندہ انقلابات کی بنیادیں مسلمان قوم سے اٹھائی جائیں گی

اور لازماً جماعت احمدیہ کو ان کے دل جیتنے ہیں۔ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں لازماً یہ وہ دل ہیں جن کو جماعت احمدیہ کے لئے بنایا گیا ہے

جماعت احمدیہ ان کو جیتے گی اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا برپا کردہ انقلاب از سرِ نو تمام عالم میں برپا کیا جائے گا

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹؍تبلیغ ۱۳۶۹ ہش مطابق ۹؍فروری ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ــــــ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی:-

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (سورۃ ابراہیم: آیت ۴۹)

فرمایا:-

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ زمانہ یاد کرو جبکہ زمین تبدیل کر دی جائے گی، اس زمین سے بالکل مختلف حالت میں جس کو تم دیکھتے ہو۔ وَالسَّمٰوٰتُ اور اسی طرح آسمان بھی تبدیل کئے جائیں گے وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ اور لوگ جوق در جوق خدائے واحد اور قہار کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔ یعنی وہ تبدیلیاں توحید کی طرف لے جانے والی تبدیلیاں ہوں گی۔ خواہ وہ زمین پہ واقع ہونے والی تبدیلیاں ہوں یا آسمان پر واقع ہونے والی تبدیلیاں ہوں، ان کا نتیجہ ایک ہی نکلے گا یعنی خدا کی توحید آسمانوں پر بھی قائم ہوگی اور زمین پر بھی قائم ہوگی۔ اور کثرت سے قومیں توحید کا رُخ اختیار کریں گی۔

یہ قرآن کریم کی وہ پیشگوئی ہے جس کا اس زمانے سے بڑا گہرا تعلق ہے اور جماعت احمدیہ کے سپرد یہ عظیم الشان خدمت کی گئی ہے کہ اُن تبدیلیوں کو جلد تر لانے میں اپنی تمام تر توانائیں صرف کر دے جن تبدیلیوں کو خدا تعالےٰ نے مقدر فرما دیا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی تقدیریں ہمیشہ اسی طرح ظاہر ہوا کرتی ہیں کہ بعض قوموں کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ تقدیر کے رُخ پر چلنے والی ہواؤں کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور ان تبدیلیوں کو جن کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں، رُونما کرنے میں بہت گہرا کردار ادا کرتے ہیں۔ بہت ٹھوس کردار ادا کرتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ

فتح نمایاں کی کلید

ان کو تھمائی جاتی ہے۔ اور ان کے ذریعے یہ پاک تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں۔ اس زمانے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ان پاک تبدیلیوں کے لئے ذریعہ بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ تقدیر الٰہی ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اس تقدیر کے مطابق تدبیر اختیار کرنا ابھی ہمارا کام ہے۔ اور دعاؤں سے یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرماتے ہوئے، ہماری کمزوریوں سے درگذر فرماتے ہوئے ہماری ناطاقتی پر رحم کی نظر ڈالتے ہوئے ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ عظیم الشان انقلاب جس کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے، یہ ہمارے ہی ذریعے رُونما ہو۔

دو اڑھائی سال پہلے کی بات ہے، جلسہ سالانہ یو۔کے پہ میری ایک نظم پڑھی گئی تھی، جس کا پہلا شعر یہ تھا کہ ؎

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

اس میں دو شعر ایسے بھی تھے جو پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے۔ لیکن الہامی نہیں تھے۔ نیک تمناؤں کا اظہار خدا تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں کیا گیا تھا۔ پہلا شعر اُن دو اشعار میں سے یہ تھا ؎

ہمیں مٹانے کا زعم لیکر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک اُن کی کرے گا رسوائے عام کہنا

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

پس جماعت احمدیہ نے دیکھ لیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری توقعات سے بڑھ کر پوری شان اور صفائی کے ساتھ اس بات، تمنا کو جو پیشگوئی کا رنگ رکھتی تھی، پورا فرما دیا۔ دوسرا شعر یہ تھا ؎

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا

اس میں تمام دُنیا سے متعلق ایک پیشگوئی تھی جو، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایک تمنا تھی جو پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئی۔ لیکن اللہ کی ذات پر توکل تھا کہ وہ اسی طرح دُنیا کو دکھا دے گا۔ اور جیسا کہ ہمیں یقین و ویسے بھی تھا کیونکہ یہ وہ مضمون ہے جس کا تعلق

درحقیقت قرآنی پیشگوئیوں سے ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ اس لئے اس بارے میں تو قطعاً کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ ایسا ہونا تھا۔ اور لازماً ہو کر رہنا تھا۔ میں نے جو شعر میں تمنا کا اظہار کیا، اس سے مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ قریب آچکا ہے، اور ہمارے دیکھتے میں یہ واقعات رُونما ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور جماعت کو میں نے تسلّی دلائی کہ ایسا ہونے والا ہے۔ پس اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے ہماری توقع سے بھی جلدی ان باتوں کو دکھا دیا۔ اور ان تبدیلیوں کی بنیادیں ڈال دیں۔

اس مضمون سے متعلق میں جماعت کو کچھ وضاحت کے ساتھ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلیاں بڑی تیزی کے ساتھ دُنیا میں رُونما ہو رہی ہیں، اِن تبدیلیوں کو جہانِ نَو کے نقشے قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اِن تبدیلیوں کا اِس شعر کے پہلے حِصّے سے تعلق ہے۔ جو یہ ہے کہ

اُلٹ رہی ہے بساطِ دُنیا

جو تبدیلیاں آپ کو رُوس میں یا دیگر مشرقی یورپ کے ممالک میں ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں، اِن پر یہ اُمید نہ لگائیں کہ یہ ایک نئے نقشے کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ پُرانے نظام کو تباہ کیا جا رہا ہے جو عظیم نظام دُنیا کے ایک فلسفی نے خدائی نظام کے مقابل پر بنایا تھا۔ یہ اس کے اِنہدام کا دَور ہے۔ اس لئے محض ان تبدیلیوں کو جہانِ نَو کا نقشہ سمجھ کر خوشی کے نعرے لگانا درست نہیں ہے۔ ان تبدیلیوں سے متعلق ابھی تک انسان، اور جب میں انسان کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ انسانوں میں سے وہ دانشور جن کے ہاتھوں میں دُنیا کی بڑی بڑی قوموں کی باگیں تھمائی گئی ہیں، وہ انسان بھی ابھی تک اِن تبدیلیوں کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ان کے نتیجے میں کیا ہونے والا ہے۔ شروع میں ہر ایک نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور بڑے بڑے دعاوی کئے کہ دیکھو کیسے عجیب عجیب واقعات ہو رہے ہیں۔ اور خوشی کا اظہار اس رنگ میں کیا گویا یہ تمام واقعات اُن کی تائید میں ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ جو واقعات رُونما ہو رہے ہیں ان کے پس منظر میں جو کچھ اُبھرنے والا ہے ابھی تک انسان سے پوشیدہ ہے۔ اسی لئے بہت سے مفکرین فکرمند بھی ہیں اور پریشان بھی ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کے کیا نتائج نکلیں گے۔ ابھی سے انہوں نے ایسے خدشات کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے جن سے اُن کے ذہنوں میں یہ خطرہ بنا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ کہیں یہ نہ ہو کہ اس اتحاد کے نتیجے میں وہ یورپ دوبارہ اُبھر آئے جو ۱۹۱۴ء کا یورپ تھا یا اس سے کچھ پہلے کا۔ اور رفتہ رفتہ

اِن دونوں جرمنیوں کے اتحاد سے

جرمن قوم کی عظمت کا وہ تصوّر دوبارہ بیدار نہ ہو جائے جس کے نتیجے میں دو دفعہ انسانوں کو بہت ہی ہولناک جنگوں میں دھکیلا گیا۔ اس کے نتیجے میں یورپ کے وہ چھوٹے چھوٹے ممالک، جو پہلے بھی باقی یورپ کے مقابل پر بے حیثیت تھے، سخت خدشات محسوس کر رہے ہیں۔ اور یہ جو سیاسی خدشات ہیں یہ محض آئس برگ کا TIP ہے۔ یعنی آئس برگ جو سمندر میں برف کے بڑے بڑے تودے تیر رہے ہوتے ہیں، اُن کو کہا جاتا ہے۔ بعض دفعہ وہ پہاڑوں جتنے بڑے ہوتے ہیں۔ سطح سے اوپر تھوڑا دکھائی دیتا ہے لیکن سطح سے نیچے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بڑا حجم اُن کا سطح کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے۔ تو اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو یہ تبدیلیاں رُونما فرمائی ہیں ان کا بہت تھوڑا سا حصّہ دکھائی دے رہا ہے۔ آئس برگ کے متعلق تو حساب کی رُو سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتنا سطح سے باہر ہوتا ہے اور کتنا سطح سے نیچے۔ لیکن عظیم الشان انقلابات کی جو بنیادیں ڈالی جاتی ہیں، اُن پر عمارت خواہ کتنی بلند تعمیر ہونی ہو، شروع میں بنیادیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ اور سطح پر نظر آنے والا حصّہ بہت ہی معمولی ہوتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے نتیجے میں کئی قسم کے تبدیلیوں کے سلسلے شروع ہونے والے ہیں۔ اقتصادی لحاظ سے کئی قسم کے خطرات تیسری دُنیا کو درپیش ہوں گے۔ کئی قسم کے خطرات آزاد دُنیا کو درپیش ہوں گے۔ اور ترقی یافتہ دُنیا کو درپیش ہوں گے۔ مشرق اور مغرب کے امتزاج سے یعنی مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے امتزاج سے بہت سا ایسا صاحبِ فن مزدور مغربی جرمنی کے ہاتھ میں آجائے گا جو کیپیٹل کی کمی کی وجہ سے اپنے فن کو دولت میں تبدیل نہیں کر سکتا تھا۔ اور بڑے بڑے صاحبِ دماغ سائنس دان جن کی سائنس کی کوئی قدر نہیں تھی؛ ان کو ایک ایسا ترقی یافتہ صنعتی ملک ہاتھ آجائے گا جس میں وہ اپنے سائنسی جوہر کو خوب کھُل کھیل کر دکھا سکیں گے۔ اور بڑی عمدگی کے ساتھ اپنے دماغ کو

مغربی جرمنی کی ترقی یافتہ صنعت

کے ساتھ مِلا کر جسے انگریزی میں کہتے ہیں WED کرنا یعنی گویا شادی ہو گئی ہے ایک دماغ کی ایک صنعت کے ساتھ: اس شادی کے نتیجے میں جیسے بچے پیدا ہوتے ہیں، اس طرح جب دماغ ترقی یافتہ صنعتوں کے ساتھ امتزاج کرتے ہیں تو نئی نئی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سارے ایسے واقعات ہیں جو لازماً رُونما ہونے والے ہیں۔ اور انگلستان جیسا ملک جو ابھی ابھی یورپ کے مقابل پر دِن بدن تھوڑی حیثیت اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور بے حقیقت ہوتا جا رہا ہے اس کے خدشات اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں کہ جب مشرقی جرمنی کی طاقتیں مغربی جرمنی کی طاقتوں سے ملیں گی تو اس کے نتیجے میں جو نئے بچے پیدا ہوں گے، وہ جرمنی کو اتنی بڑی طاقت میں تبدیل کر دیں گے کہ بعید نہیں کہ سارا یورپ بھی اس کے مقابل پر بے حیثیت دکھائی دینے لگے۔ پھر مشرقی یورپ کے دوسرے ممالک ہیں جو طبعاً اپنی روایات کے لحاظ سے بھی اور زبان کے قُرب کے لحاظ سے بھی اور جغرافیائی قُرب کے لحاظ سے بھی اگر روس سے ہٹیں گے تو اُن کا زیادہ تر انحصار جرمنی پر ہوگا۔ اور جرمنی کو اُن سے براہِ راست تقویت ملے گی اور اُن کو جرمنی سے براہِ راست تقویت ملے گی۔ تو نئے نقشے اس پہلو سے بھی اُبھرنے والے ہیں۔ پھر روس نے جو یہ تبدیلیاں برداشت کی ہیں اُس کے بہت سے محرکات ہیں۔ لیکن سب سے بڑا محرک اقتصادی دباؤ ہے۔ مارکسزم لینن پہلو کے لحاظ سے کامیاب ہوا ہو تو ہوا ہو۔ لیکن

قومی اِقتصادیات

کے لحاظ سے یہ ناکام ہو چکا ہے۔ اور اس کو تسلیم کئے بغیر اب اشتراکی دُنیا کے پاس کوئی چارہ نہیں رہا۔ بالکل وہی نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے اُبھر رہا ہے جو ۱۹۴۵ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لاہور میں ہونے والی تقریر میں بیان فرمایا تھا، جو اس عنوان سے چھپی۔

"اسلام کا اقتصادی نظام"

اُس زمانے میں احمدیہ ہوسٹل میں ہم نے اس تقریر کا انتظام کیا تھا۔ احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کہلایا کرتی تھی، جس میں

مَیں بھی ایک ممبر تھا۔

چنانچہ احمدی طلباء نے اس تقریر کا اہتمام کروایا تھا۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس میں آپؓ نے اشتراکیت کے گہرے مطالعہ کے بعد جو پیشگوئیاں کی تھیں کہ لازماً اشتراکیت کا انجام آخر یہ ہونا ہے، ان میں سے ایک یہ تھی کہ قومی طور پر تمام اقتصادی ذرائع کو اپنا کر انفرادی مقابلے کی دَوڑ ختم ہو جاتی ہے۔ اور اجتماعی طور پر فوراً یہ احساس پیدا نہیں ہوتا لیکن کچھ عرصے کے بعد چالیس پچاس سال گزرنے کے بعد ساری کی ساری قومی اقتصادیات گھُن میں چلی جاتی ہے۔ اُس وقت اِن لوگوں کو احساس ہوگا کہ

اِنسان کا بنایا ہُوا نظام

اِنسان کے لئے کافی نہیں۔ اور یہ مصنوعی نظام اشتراکیت کے کسی کام نہیں آئے گا۔ بعینہٖ وہی نقشہ ہے جو آج ہمارے سامنے اُبھرا ہے۔ اور درحقیقت سب سے بڑا دباؤ جو

اشتراکی دُنیا پر ہے وہ اقتصادی ناکامی ہے۔ جب انفرادی طور پر انسان کو اپنی مرضی سے کمانے کے مواقع مہیّا نہ ہوں اور وہ بحیثیتِ انسان ایک نوکر بن کر رہ جائے اور اس کے لئے نوکری سے نجات کی اور خود کسی معنی میں مالک بننے کی کوئی راہ باقی نہ رہے سوائے اس کے کہ وہ زبردستی حکومت پر قابض ہو تو لازماً یہی نتیجہ نکلنا ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ پھر دو قسم کے طبقات اُبھر آتے ہیں۔ یہ نہیں کہ طبقات مٹ جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ چھوٹے چھوٹے مالک اور چھوٹے چھوٹے مزدوروں کے گروہ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہوں۔ ایک دوسرے پر انحصار کر رہے ہوں۔ ساری قوم بحیثیتِ مجموعی ایک مالک بن کر اُبھرتی ہے اور ساری قوم اس کے مقابل پر مزدور بن کر اس بڑے اور زیادہ طاقتور مالک کے سامنے بالکل بے بس ہو جاتی ہے۔ اور انفرادی طور پر کچھ حاصل کرنے کے لئے کوئی راہ باقی نہیں رہتی۔ سوائے ایک راہ کے کہ حکومت کے طبقے میں انسان داخل ہو جائے۔ چنانچہ ایسے اقتصادی نظام کو چلانے والی پارٹیاں ایک چھوٹا سا طاقتور گروہ تیار کرتی ہیں۔ جن میں وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور حکومت کی ساری باگ ڈور اُن چند ہاتھوں میں چلی جاتی ہے جن سے پھر عوام الناس کبھی بھی اپنی مرضی کے مطابق وہ چھین نہیں سکتے۔ تو ایک طاقتور طبقہ پھر بھی اُبھرتا ہے۔ لیکن اقتصادی لحاظ سے اس سے کہیں بدتر حالت میں جو آزاد اقتصادی نظاموں میں ہمیں نظر آتی ہے، نہ یہ اسلامی نظام ہے نہ وہ اسلامی نظام ہے۔ اس لئے یہ خیال کر لینا کہ اس نظام کا ٹوٹنا یعنی اقتصادی نظام کا ٹوٹنا وہ نئے نقشے بنا رہا ہے جس کا میں نے اپنے شعر میں ذکر کیا تھا، یہ ایک غلط بات ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔

یہ نقشے جو مِٹ رہے ہیں

یہ مٹنے کے لائق تھے اس لئے مِٹے ہیں۔ لیکن وہ نقشے جو اشتراکی دُنیا سے باہر بنے ہوئے ہیں وہ بھی مٹنے کے لائق ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسلامی نہیں۔ اور انہیں بھی لازماً مٹنا ہے۔ اور یہ جو تاریخی اَدوار ہیں یہ فوراً ایک دو سالوں میں، چند سالوں میں ظاہر نہیں ہُوا کرتے۔ مکمّل نہیں ہُوا کرتے۔ اِن کو کچھ وقت لگتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حالات نے پلٹا کھایا ہے، انسانی توقعات سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ یہ حالات تبدیل ہُوئے ہیں۔ اِس لئے بعید نہیں کہ دُوسری دُنیا کے حالات بھی تیزی کے ساتھ تبدیل ہوں۔ کس رنگ میں ہوں اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہت سے ایسے خدشات ہیں جن کے متعلق تفصیلی ذکر کی اِس وقت ضرورت نہیں۔ لیکن میں یہ خیال کرتا ہُوں کہ آج کی دُنیا کے دانشور اِن تبدیلیوں کو امن کی طرف بڑھتی ہوئی تبدیلیاں سمجھ رہے ہیں، یہ یقینی اور دُرست بات نہیں۔ اِنہیں تبدیلیوں کی کوکھ سے

عالمگیر جنگیں

بھی جنم لے سکتی ہیں۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آزاد دُنیا یعنی جو دُنیا آزاد کہلاتی ہے اور حقیقت میں آزاد نہیں، اس آزاد دُنیا کا نظام اپنی جگہ ٹوٹے گا اور پھر خدا تعالیٰ نئی دُنیا کے نظام بنائے گا۔ یا ایک عالمی جنگ کی صُورت پیدا ہو گی۔ اور حالات صاحبِ اقتدار لوگوں کے ہاتھوں سے نِکل جائیں گے۔ اور وہ بے اختیار ہو جائیں گے اور پھر اس جنگ کے بعد

وہ نیا نظام اُبھرے گا

جس کے متعلق میں نے اپنے شعر میں اشارہ کیا تھا۔ اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک تمنّا کا اظہار تھا مگر اس تمنّا کی بنیاد قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیشگوئیوں پر تھی۔ یعنی وہ تمنّا لازماً پُوری ہونے والی تمنّا تھی، یقینی تھی۔ اِس کا یہ پہلو کہ ہمارے دیکھتے ہی عنقریب پُوری ہو جائے۔ یہ وہ پہلو ہے جس کا مَیں نے ذِکر کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ ہماری توقع سے بہت بڑھ کر اور بہت تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں دِکھا دیں۔

اِس ضمن میں جن خدشات کا تیسری دُنیا کو سامنا کرنا پڑے گا وہ بہت بڑی فہرست ہے۔ اور اس خطبے میں میرا یہ ارادہ نہیں کہ اِس تفصیلی بحث میں جاؤں۔ ایک خطرے کی نشاندہی مَیں کرنا چاہتا ہوں کہ اِس نئے جوڑ توڑ کے نتیجے میں جو شروع ہو رہا ہے، عالمِ اسلام کے لئے کئی قسم کے خطرات رُونما ہوں گے۔ ایک لمبے عرصے تک مسلمان حکومتوں سے بعض مغربی ملک اِس طرح کھیلتے رہے کہ اِن کے اندر جو تشدّد کے رُجحانات تھے اِن کو انہوں نے خود ہوا دی۔ اور دوستیاں ایسے ملکوں سے کیں جو

اِسلام کے نام پر تشدّد

کے قائل تھے۔ اور اُن کی پُشت پناہیاں کیں۔ اُن کو ہتھیار مُہیّا کئے۔ اُن کی سیاست کے رُخ متعیّن کئے۔ اور اُن کے سرپرست بن کر اُن سے ہر قسم کا استفادہ کرتے رہے لیکن اِس کے ساتھ ساتھ مغربی دُنیا میں اسلام کے متشدّدانہ رُجحانات یا یُوں کہنا چاہئے کہ عالمِ اسلام کیونکہ اسلام کے تو متشدّدانہ رُجحانات نہیں ہیں۔ عالمِ اسلام کے متشدّدانہ رجحانات کو اسلام کے متشدّدانہ رُجحانات کے طور پر پیش کرتے رہے۔ ایک طرف اُن سے کھیلتے رہے۔ اُن سے استفادہ کرتے رہے۔ اُن کی حوصلہ افزائیاں کرتے رہے۔ اُن کی دوستی کا دَم بھرتے رہے۔ دُوسری طرف آزاد دُنیا میں اسلام کے چہرے کو ایسا مکروہ اور داغ داغ کر کے دِکھاتے رہے کہ

ہر باشعور انسان

اس سے گھِن کھانے لگا۔ اِس دَور میں یہ اِس لئے ممکن تھا کہ روس اور روس کے ساتھی اِن آزاد ممالک کے مقابل پر ایک بلاک بنائے کھڑے تھے۔ اور کچھ مسلمان ملکوں کی دوستی کا وہ دَم بھرتے تھے۔ اور اُن سے کھیلتے تھے۔ اور کچھ کا یہ دَم بھرتے تھے۔ اور اِس طرح بڑے ملکوں کا جوڑ توڑ اِن چھوٹے ملکوں کے جوڑ توڑ کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا۔ اور یہ مُہرے تھے جن سے کھیلنے والے ہاتھ اَور تھے۔ مثلاً افغانستان میں جو واقعات رُونما ہوئے، عام پاکستانی مسلمان یا بعض عُلماء اپنی سادگی میں یہ سمجھتے ہیں کہ ایک بڑا عظیم الشّان اسلامی جہاد تھا جو بالآخر کامیاب ثابت ہُوا۔ اور دُنیا کی ایک عظیم طاقت کو مسلمان مجاہدین نے شکست فاش دے دی۔ یہ بھی ایک منظر ہے لیکن ایک اَور بھی منظر ہے۔ دراصل

یہ لڑائی روس کی لڑائی تھی امریکہ کے ساتھ اور امریکہ کی لڑائی تھی روس کے ساتھ

یہ دراصل ایک ویتنام تھا جو اِس سے پہلے بھی ظاہر ہو چکا تھا، ویتنام میں جو خونریز جنگ لمبا سال تک لڑی گئی اور وہ دنگل جو منایا گیا جس میں بڑے بڑے پہلوان ایک دُوسرے کو اپنے پاؤں تلے روندتے چلے جاتے تھے، کبھی ایک آگے بڑھتا تھا، کبھی دُوسرا بڑھتا تھا۔ مگر وہ مٹی جو اُن کے پاؤں تلے کچلی جاتی تھی وہ ویتنام کی مٹی تھی۔ نہ روس کی تھی نہ امریکہ کی تھی۔ اِسی طرح کا ایک ویتنام، افغانستان میں ظاہر ہُوا۔ ایک دیکھنے کا یہ بھی انداز ہے اور یہ بھی زاویہ ہے۔ اور دراصل جنگ نہ اسلام کی تھی نہ اشتراکیت کی بلکہ روس اور امریکہ دو بڑی طاقتوں کی جنگ تھی۔ اس میں مسلمانوں کو استعمال کیا گیا۔ اور دونوں طرف لڑنے والے مسلمان تھے۔ پس یہ کیسا

عجیب جہاد

تھا کہ جس میں مُسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا تھا۔ اور دو بڑی طاقتیں ان دونوں مُسلمانوں کی پُشت پناہیاں کر رہی تھیں۔ پھر عراق ایران کی جنگ میں بھی ایسا ہی واقعہ رُونما ہُوا کہ وہاں بھی جہاد کے نام پر جو انتہائی خونریز اور بے مقصد جنگ لڑی گئی، وہ جنگ دُنیا کی دو عظیم طاقتوں کی جنگ تھی۔ ایک طرف روس کا بلاک مددگار بنا ہُوا تھا۔ دُوسری طرف امریکہ کا بلاک مددگار بنا ہُوا تھا۔ اور دونوں پیسے لُوٹ رہے تھے۔ اور اپنے بوسیدہ ہتھیار بیچ بیچ کر اُن کی تیل کی دولت کما رہے تھے۔ اور وہ اپنی اِس دولت کو اپنے ہی گھر جلانے کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ تو دُنیا میں جو بساطِ دُنیا ہے، اس میں نظر آنے والے مُہرے اَور ہیں اور مُہرے چلانے والے ہاتھ اَور ہیں۔ یہ وہ مُہرے نہیں ہیں جن کے اپنے پاؤں ہیں۔ اور اپنی سوچیں ہیں۔ جو اپنی سوچوں کے ذریعے اپنے پاؤں کی راہیں متعیّن کریں۔ اور پھر انہیں حرکت دیں۔ بلکہ یہ مُہرے چلانے والی طاقتیں پس منظر میں رہتی ہیں۔ اِس پہلو سے عالمِ اسلام کی پُشت پناہی اب اس رنگ میں نہیں ہو سکے گی۔ جتنی روس کی امریکہ سے دوستی بڑھتی چلی جائے گی، جتنا اِن دونوں طاقتوں کا آپس میں اِدغام ہو گا اور نئے اقتصادی نظام اُبھریں گے، اُتنا ہی اُن کا تعلق اسلامی طاقتوں پر کم ہوتا چلا جائے گا۔ اور اُن کو دم دلاسہ دینے کی خاص ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ اِس لئے ابھی سے آپ نے شاید سُنا ہو کہ امریکہ سے بھی اور یورپ سے بھی کھلم کھلا ایسی آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئی ہیں کہ یہ جو مُسلمانوں نے جبر و تشدّد کے نام پر آفت مچائی ہوئی ہے اور دُنیا کے امن کو برباد کر رہے ہیں، اب ہمیں مضبوط ہاتھوں کے ساتھ اِن سے نبٹنا ہو گا۔ اور اُن کے اِن رُجحانات کو کچلنا ہو گا۔

آذربائیجان میں جو ہُوا وہ دراصل اِسی کا شاخسانہ ہے۔ آپ نے مغربی دُنیا کے نظام مواصلاتی نظام جس کو کہتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کا ہو یا ریڈیو یا اخبارات کا۔ اس میں آپ نے یہ خبریں بار بار اور کثرت کے ساتھ سُنی ہیں کہ

آذربائیجان کے مسلمانوں نے

آرمینیا کے عیسائیوں پر بہت مظالم کئے ہیں۔ لیکن آرمینیا کے عیسائیوں نے آذربائیجان کے مسلمانوں پر جو مظالم کئے ہیں ان کا آپ ذکر نہیں سُنتے۔ حالانکہ ادنیٰ سے تدبر سے بھی یہ بات سمجھ آنی چاہیئے کہ یہ جو محاورہ ہے اردو کا کہ "تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی" یہ بڑا گہرا محاورہ ہے۔ حقیقت پر مبنی محاورہ ہے۔ لازماً اس کی ایک لمبی تاریخ ہے ان دونوں قوموں کی لڑائیوں کی ویسی ہی تاریخ ہے جیسے ہندوستان اور پاکستان کی آپس کی لڑائیوں کی تاریخ ہے۔ اور جہاں جس کا زور چلا ہے اُس نے دُوسرے فریق پر ظلم کیا ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ایک ہی فریق ظلم کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس میں جوش دکھاتا چلا جا رہا ہے اور پھر اس جوش کی حالت میں تباہی کے کنارے پہ پہنچ گیا ہے لیکن وہ ظلم سے باز نہیں آرہا۔ یہ محض ایک فرضی کہانی ہے۔ کوئی معقول آدمی اس بات کو تسلیم ہی نہیں کر سکتا کہ آذربائیجان کے مسلمانوں نے اس حد تک ظلم پہ کمر باندھی ہو اور ظلم کرنے کا ایسا تہیہ کیا ہو کہ خواہ وہ خود بھی مِٹ جائیں وہ ظلم سے باز نہیں آئیں گے، یہ درست نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں قوموں میں بڑی دیر سے آپس میں پرخاش چلی آرہی ہے۔ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ پہلے ٹرکی نے آرمینیا پر ظلم کیا۔ پھر آرمینیا کا جب بس چلا ٹرکی کے بعض حصّوں پر مظالم توڑے۔ یہ بعید نہیں کہ شروع میں ٹرکی کا پلہ بھاری رہا ہو۔ لیکن بعد ازاں کیونکہ یہ وہی ممالک ہیں جو روسی اقتدار کے نیچے چلے گئے تھے اور ترکی سے ان کا تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ اس لئے تاریخی ورثے کے طور پر جو دشمنیاں انہوں نے پائی تھیں وہ جاری رہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ روس نے کبھی جب آذربائیجان کی آزادی کی آواز کو دبایا ہے تو مسلمان کہہ کر دبایا ہے۔ اور مقصد یہ تھا کہ مغربی دُنیا اس بات سے مطمئن ہو جائے کہ

روس اپنے دہریانہ عقائد کے باوجود

عیسائیت کے لئے تو نرم گوشہ رکھتا ہے۔ لیکن مُسلمانوں کے لئے نرم گوشہ نہیں رکھتا۔ اس لئے رُوس نے جہاں جہاں بھی باقی جگہ پر آزادی کی آواز کو دبانے کی کوشش کی ہے، وہاں مغربی دُنیا نے بیک آواز اس کی مخالفت کی ہے۔ لیکن آذربائیجان کے معاملے میں بیک آواز اس کی حمایت کی ہے۔ پس جن خطرات کی مَیں نشاندہی کر رہا ہوں یہ بھی اُن میں سے ایک معمولی آغاز ہے۔ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اس کی تفاصیل اگر سوچی بھی جا سکتی ہوں تو یہاں بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ لیکن مَیں جماعت احمدیہ کو یہ خصوصیت کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ چونکہ جہانِ نَو کے جو پاک نقشے اُبھرنے ہیں، اُن کا جماعت احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لئے اس ٹوٹ پھوٹ کے دَور میں جہاں پہلا نظام ٹوٹ رہا ہے، ٹوٹ پھوٹ کے خطرات سے

عالمِ اسلام کو بچانے کے لئے جماعت کو دُعا کرنی چاہیئے۔

اور دُعائیں ہی نہیں کرنی چاہئیں بلکہ نصیحت کے ذریعے، راہنمائی کے ذریعے عالمِ اسلام کی مدد کرنی چاہیئے۔

اس وقت عالمِ اسلام کا سب سے بڑا خطرہ راہنمائی کے فقدان سے ہے۔ یہ ایک ایسا خوفناک بحران ہے سارے عالمِ اسلام میں کہ کبھی سے بڑا بحران کبھی دُنیا کی کسی قوم کے سامنے نہیں آیا۔ کبھی دُنیا کی کوئی بڑی قوم اس قدر خطرناک بحران سے نہیں گزری جیسا کہ آج عالمِ اسلام گزر رہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُن کے لئے راہنمائی خود مقرر فرما دی تھی۔ خدا تعالیٰ نے خود اِن کو

ایک عظیم قائد

عطا فرما دیا تھا۔ جو الہام کے نُور سے روشنی لے کر راہیں متعین کر رہا تھا۔ اس قیادت کا یہ انکار کر چکے ہیں۔ اس امامت کو یہ ٹھکرا چکے ہیں۔ پس اُن کے دُنیا کے بنائے ہوئے امام اور دُنیا کی بنائی ہوئی قیادتیں ان کے کسی کام نہیں آسکتیں۔ اور عملاً عالمِ اسلام کے عالمی واقعات کے متعلق جو ردِّ عمل ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے کوئی اندھا کسی طرف سے دھکا کھا کر یہ معلوم کئے بغیر یا یہ معلوم کر سکنے کے بغیر کہ گڑھا کدھر ہے اور بچاؤ کی جگہ کدھر ہے کسی ایک طرف دوڑ پڑے۔ کوئی راہنما مسلمانوں میں آج نہیں جو ان کے لئے راہیں متعین کر سکے۔ وہ ایک راہنما جس کے نتیجے میں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی عالمگیر قیادت اُبھری ہے، جسے خدا نے مقرر فرمایا تھا

اس کا بدقسمتی سے مُسلمان قوم انکار کر چکی ہے۔ اور جہاں جہاں انکار میں شدت رہی ہے، وہاں وہاں زیادہ سے زیادہ مصائب ٹوٹ رہے ہیں۔

سب سے زیادہ مصیبت اس وقت پاکستان میں ہے جہاں راہنمائی کا فقدان ایسے دُکھوں اور دَردوں میں تبدیل ہو گیا ہے کہ قوم کا جوڑ جوڑ دُکھ رہا ہے۔ پور پور میں تکلیف ہے۔ اتنا دردناک حال ہے اس وقت پاکستان کا کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بشدت بیمار نہ ہو۔ جس میں زہر نہ گھُل گیا ہو۔ کوئی قیادت نہیں ہے اور جو قیادت نظر آتی ہے اس کے دِل میں اُن کے لئے کوئی ہمدردی نہیں جنہوں نے اُن کو قائد بنا رکھا ہے۔

قتلِ عام ہو رہے ہیں

ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ اغوا ہو رہے ہیں۔ ہر قسم کی بدیاں جن کا آپ دُنیا میں تصور کر سکتے ہیں، جو خدا خوفی کے بغیر پیدا ہُوا کرتی ہیں وہ اپنی پُوری قوت کے ساتھ اور بھیانک شکل کے ساتھ پاکستان میں اُبھر رہی ہیں۔ اور ہر بدی ظالمانہ سفاکانہ رنگ رکھتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کر لینا اور ان کو قتل کر دینا۔ ماؤں سے جُدا کرنا۔ طالب علموں کو اغوا کر کے لے جانا۔ امیر لوگوں کے بچوں کو پکڑ لینا اور بڑی بڑی رقموں کے مطالبے کرکے، یہ تو ایک روزمرہ کی تجارت بن گئی ہے۔ پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے ان کے بازو توڑ کر، اُن کی ٹانگیں ٹیڑھی کر کے ان کو دولت کمانے کے لئے فقیروں کی ریڑھیوں پر ڈال کر عوام الناس میں اُن کی نمائش کرنا اور جو رحمت کا دُودھ تھوڑا سا انسانوں میں باقی ہے اُس کو اس طرح اُن بچّوں کی راہ سے نچوڑتے چلے جانا۔ دھوکے اور فریب سے مانگنے کے نئے نئے ڈھنگ اختیار کرنا۔ کوئی ایک بات بھی ایسی ہو جو آپ سوچ سکیں کہ بد ہے اور پاکستان میں نہ ہو، کوئی ایسی بات نہیں آپ سوچ سکتے۔ ہر بدی اپنی انتہائی مکروہ شکل میں نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ صُورت میں پاکستان میں اس طرح پرورش پا رہی ہے جیسے ماں کے دُودھ پہ بچّے پرورش پاتے ہیں۔ جیسے زرخیز زمین پر ہریاول پرورش پاتی ہے — پس

پاکستان کی گلی گلی،

پاکستان کا گھر گھر دُکھی ہُوا ہُوا ہے۔ اب حال ہی میں کراچی میں جو فسادات ہُوئے ہیں، کہنے کو تو ۴۵ آدمی مارے گئے اور سینکڑوں زخمی ہُوئے۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ایسے اعداد و شمار ہمیشہ کم کرکے دِکھائے جاتے ہیں۔ اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ اَموات بھی ہوتی ہیں اور بہت زیادہ لوگ زخمی بھی ہوتے ہیں، جتنے حکومت کے ادارے یا اخبارات بیان کرتے ہیں۔ لیکن قطع نظر اِس کے سارے شہر میں اُن علاقوں میں جہاں فساد ہُوئے جو بے چینی کی لہریں چلی ہیں، جو عدمِ تحفظ کا احساس پیدا ہُوا ہے۔ ماؤں کے سر کے دوپٹے اُتر گئے۔ وہ عورتیں جن کو ہر لمحہ اپنی بیوگی کا خوف تھا، وہ بچیاں جن کو ہر لمحہ اپنے یتیم رہ جانے کا خوف تھا، یہ خوف اور یہ دُکھ اور یہ فکر اِس کثرت کے ساتھ کراچی کے گھروں میں محسوس ہُوئے ہیں اور حیدر آباد سندھ کے گھروں میں محسوس ہُوئے ہیں کہ ان دُکھوں کو اِن اعداد و شمار کے ذریعے ظاہر کرنا بالکل ایک بے کار اور ناکام کوشش ہے۔ ۴۰ قتل ہُوئے ہوں یا ۵۰ قتل ہُوئے ہوں یا ۱۰۰ قتل ہُوئے ہوں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ لکھو کھہا دِل ہیں جو روزانہ زخمی ہوتے ہیں۔ اور روزانہ خُون بہاتے ہیں۔ کوئی امن نہیں رہا۔ کوئی ضمانت نہیں کسی چیز کی۔ علم کا میدان ہو، تجارت کا میدان ہو، تمدن کے مختلف دائرے ہوں۔ کسی پہلو سے کسی دائرے میں جا کر آپ دیکھیں، آپ کو

پاکستان میں دُکھ ہی دُکھ

دِکھائی دیں گے۔ ایک طرف خطرہ یہ ہے کہ نئے نقشے اُبھرنے سے پہلے انہدام کی کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ اور بڑی بڑی عظیم طاقتیں ٹوٹ رہی ہیں اور نئے جوڑ توڑ کے ساتھ ایک نئی دُنیا اُبھرنے کو ہے، اور دوسری طرف وہ عالمِ اسلام جس پر بناء ہے۔ جس نے آئندہ ایک عظیم الشان کردار ادا کرنا ہے جہانِ نو کو بنانے میں، وہ اپنی قیادت سے ہی غافل پڑا ہے۔ اُس کو ابھی تک یہ احساس نہیں کہ خدا کے مقرر کردہ امام کو ٹھکرانے کے نتیجے میں وہ ہر قسم کی سیادت اور ہر قسم کی قیادت سے محروم ہو چکا ہے۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۹ پر)

خطبۂ جمعہ

ہر وہ شخص، ہر وہ دوست، ہر وہ دشمن، ہر وہ فلسفی، ہر وہ ذات، وہ تصوّر جو انسان کے دل میں کسی قسم کی کجی

پیدا کرے، اسے سرکشی پر آمادہ کرے، اسے حد سے تجاوز کر نیکی طرف مائل کرنیکی کوشش کرے

صراطِ مستقیم سے ہٹا کر کجی کی طرف لے جائے ہر ایسی طاقت کو طاغوت کہتے ہیں پس طاغوت کا انکار بہت ہی اہم ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶ تبلیغ (فروری) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے

(ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ کلمۂ توحید یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک ایسا کلمہ ہے جو تمام دنیا کے مذاہب کا خلاصہ اور ان کی جان ہے۔ مذہب خواہ قدیم ترین ہو یا اسلام جو آخری صورت میں ظاہر ہوا، اُن سب میں اگر کوئی قدر مشترک ہے تو وہ یہی ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اس کو افضل الذکر بھی فرمایا۔ یعنی جتنے بھی ذکر ممکن ہیں۔ خدا تعالیٰ کی یاد کے جتنے بھی طریقے سوچے جاسکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ بہتر، سب سے شاندار، سب سے زیادہ خوبصورت یہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات اس امر پر روشنی ڈالتی ہیں کہ یہی کلمہ ہے جو ہمیشہ سے ہر مذہب کی جان رہا ہے۔ اس کے معانی پر جتنا بھی غور کیا جائے، مزید گہرائیاں دکھائی دینے لگتی ہیں اور عملاً میں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ اس میں

تمام مذاہب کی تمام سچائیاں پائی جاتی ہیں

اس مضمون کو آپ کریدتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں تو در حقیقت کلمۂ توحید کا مضمون پھیلتا چلا جاتا ہے، وسیع ہوتا چلا جاتا ہے، گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر مذہب کی ہر تعلیم کا خلاصہ یہ کلمہ بن جاتا ہے۔ انہیں معنوں میں ایک مرتبہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے ابوہریرہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

اس پیغام کو سن کر حضرت ابوہریرہؓ باہر گلیوں میں نکل کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے یہ منادی کرنی شروع کر دی کہ اے لوگو! مبارک ہو جنت کی کنجی مل گئی مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃ جس نے بھی کہہ دیا لا الٰہ الا اللہ وہ جنت میں داخل ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو آپ کو فکر پیدا ہوئی کہ لوگ اس کلمہ کے پیچھے مفہوم کو سمجھے بغیر اس خوشخبری کی گہرائی کو پائے بغیر سطحی طور پر کلمے سے چمٹ کر سمجھیں گے کہ وہ جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو وہ اسی طرح ان کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور کہا: یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ اس طرح کہو۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا تھا۔ تو اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! لوگ اس سے غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے تو آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کو منع فرمادیا کہ تم اس طرح اعلان نہ کرو جس طرح اب تم کرتے پھر رہے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی بات درست تھی۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ وقتی طور پر ایک مصلحت کی خاطر اس کا اعلان تو منع فرمادیا مگر قیامت تک کے لئے وہ اعلان دنیا میں گھومتا پھر رہا ہے ابوہریرہؓ کی بات تو لوگ بھول جائیں گے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی بات تو بھلائی نہیں جاسکتی یقیناً یہ ایک دائمی سچائی ہے اور اس میں گہری حکمت کا راز ہے۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

اس کا ایک پہلو یعنی جھوٹے خداؤں کی پرستش کا جو پہلو ہے۔ اس کے متعلق میں ایک دفعہ کچھ حصہ مضمون کا بیان کر چکا ہوں۔ اب میں ایک اور پہلو سے متعلق جماعت کے سامنے اس مضمون کو رکھنا چاہتا ہوں، قرآن کریم کی ایک آیت سے جسکی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور وہ آیت در حقیقت اسی کلمہ کی ایک تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۷)

جس طرح کلمے میں ایک انکار اور ایک اثبات شامل ہے۔ انکار جمع کی صورت میں ہے اور اثبات وحدت کی شکل میں۔ تمام خداؤں کا انکار ہر قسم کے خداؤں کا انکار، ہر طرز کے ہر امکان خدا کا انکار مگر ایک اللہ کا اقرار تو توحید پہلے سب کی نفی کر دیتی ہے اور جب کچھ باقی نہیں رہتا تو پھر

خدا کے وجود کا اثبات

آپ کے سامنے اس طرح پیش فرماتی ہے کہ صرف ایک خدا ہی رہ گیا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ وہی مضمون اس آیت میں بیان ہوا ہے ایک اور پہلو کے لحاظ سے۔ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ۔ جو طاغوت کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى اس کا حال یہ ہو گا کہ گویا اس نے ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال دیا ہے نہ وہ ہاتھ چھوٹنے والا ہے، نہ وہ کڑا ٹوٹنے والا ہے اور پھر اس سے اس کی جدائی کبھی نہیں ہوگی۔ یہ جو موحّد کے لئے عظیم الشان خوشخبری ہے اس کا آغاز طاغوت کے انکار سے ہوتا ہے۔ اگر طاغوت کا کوئی پہلو باقی رہ جائے تو پھر اس نیک انجام کی کامل یقین کے ساتھ خوشخبری نہیں دی جاسکتی۔ یہ خوشخبری اپنی ذات میں یہ پیغام رکھتی ہے کہ اگر تم طاغوت کا انکار کر کے پھر خدا پر ایمان لاتے ہو تو یہ اس کا لازمی نتیجہ ہو گا۔ اور اگر تمہارے طاغوت کے انکار میں کوئی کمی رہ

کی کوئی رتی بھی رہ گئی تو پھر سب تمہارے انجام کے اوپر بھی خطرات کے سائے پڑ سکتے ہیں۔

طاغوت کا لفظ توجہ طلب ہے۔ طاغوت کا لفظ جس مادہ سے بنا ہے اس کے معنی سرکشی، حد سے بڑھ جانا، ظلم، تعدی یہ ساری باتیں شامل ہیں۔ اور طاغوت کا لفظ واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع کے لئے بھی۔ اس لئے اس میں ہر قسم کی شیطانی طاقتیں شامل ہو جاتی ہیں اور جس طرح لا الٰہ میں جمع کے معنی شامل ہیں بلکہ کلیۃً ہر قسم کے خدا کا انکار لازم قرار دیا گیا ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی طرح طاغوت نے بھی ہر قسم کی ان شیطانی طاقتوں کو، ان شیطانی تحریکات کرنے والے وجودوں کو شامل کر لیا خواہ امکانی طور پر ہو سکتے ہیں یعنی عالم امکان میں جن کا وجود ممکن ہے وہ سارے اس میں شامل ہو گئے۔ تو یہاں بھی انکار جمع کا ہے اور اقرار صرف اللہ کا۔ تو وہ کون سی طاقتیں ہیں جن کا انکار ہے، اس کا مضمون اس لفظ کے معنی میں شامل ہے۔ ہر وہ شخص، ہر وہ دوست، ہر وہ دشمن، ہر وہ فلسفی، ہر وہ ذات، وہ تصور جو انسان کے دل میں کسی قسم کی کجی پیدا کرے، اُسے سرکشی پر آمادہ کرے، اُسے حد سے تجاوز کرنے کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے، صراط مستقیم سے ہٹا کر کجی کی طرف لیجائے۔ ہر ایسی طاقت کو طاغوت کہتے ہیں۔ پس

طاغوت کا انکار بہت ہی اہم ہے

اور جب تک طاغوت کا انکار نہ ہو، اللہ کے ایمان کے تمام مثبت نتائج ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اسی حد تک وہ مثبت نتائج خام رہ جائیں گے اُن میں کوئی نہ کوئی خلا رہ جائے گا، کوئی کمی باقی رہ جائیگی جس حد تک انسان کا تعلق کسی طاغوت سے باقی رہے گا۔

اس مضمون کو جماعت احمدیہ کے لئے بہت گہرائی میں سمجھنا ضروری ہے اور ہر قسم کے طاغوتی خیالات کو دل سے مٹانا، ہر ایسے شخص سے تعلق توڑنا جو توحید کے خلاف کسی قسم کے وسوسے پیدا کرتا ہو اور جس کا آخری نتیجہ "طَغَو" بنتا ہو یعنی بغاوت کرنا انحراف کرنا۔ حد سے بڑھنا۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک اور پہلو سے بھی بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے طَغَیٰ کا جرم کیا یعنی بغاوت میں، سرکشی میں ملوث ہوئے اور طاغوت کے تابع چلے، ان کی سزا اُن کی اپنی طاغوتی حرکتوں کے نتیجے میں اُن کو ملتی ہے اور اُن کی سزا کا نام بھی یہی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ثمود کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ۔ (سورۃ الحاقہ آیت ۶) وہ اپنی سرکشی کے ذریعے سزا پا گئے۔ یعنی ان کے لئے جو سزا مقرر ہوئی وہ یہ تھی کہ حد سے بڑھا ہوا عذاب ایسا عذاب جس کا بیان ممکن نہ ہو۔ یعنی اس حیرت انگیز طور پر وہ اس قدر طغیانی دکھا رہا تھا۔ اس قدر جوش دکھا رہا کہ اس کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر حد پھلانگ چکا ہے تو قومیں جس قسم کے جرائم کرتی ہیں طاغوت کی غلامی میں، بعینہٖ ویسا ہی عذاب اُن کے لئے مقدر ہوتا ہے جو دراصل اُن کے اعمال کی ایک دوسری شکل ہے پس جو لوگ طغیانی کے مرتکب ہوں گے وہ طغیانی کے ذریعے تباہ کئے جائیں گے۔

چنانچہ قرآن کریم نے حضرت نوحؑ کی قوم کو بھی جب ہلاک فرمایا تو اس کا نقشہ اس طرح کھینچا: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ (سورۃ الحاقہ آیت ۱۲) جب پانی نے سرکشی دکھائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قومیں خدا کے خلاف سرکشی دکھاتی ہیں، ان کا جرم یہ ہوتا ہے کہ ادنیٰ ہو کر اپنے آقا کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ساری کائنات کو انسان کے غلام کے طور پر پیدا فرمایا گیا ہے، انسان کے لئے مسخر فرمایا گیا ہے۔ تو دیکھیں کیسا خوبصورت جواب ہے ان کی سزا کا کہ پھر جو تمہارے غلام ہم نے بنائے تھے ہم ان کو تمہاری غلامی سے آزاد کر دیتے ہیں۔ ان کو تمہارے خلاف اٹھا دیا گیا۔ تمہارے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کریں گے۔ تم نے اپنے آقا کے خلاف بغاوت کی اور تمہارے آقا نے جو غلام تمہیں بخشے تھے وہ تمہارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ پانی بھی طغیانی کے طور پر استعمال ہوا دراصل یہی لفظ "طغو" سے نکلا ہے جس کا مفہوم ہے سرکشی کرنا۔ تو بجائے اس کے کہ تمہارے لئے رحمت بنا کر بھیجا جاتا، وہ سرکشی پہ آمادہ ہو گیا اور تمہیں ہلاک کر دے گا۔

اس مضمون کو غالباً سورۂ نوح میں ہی اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ جب نوحؑ نے ان سے کہا تھا کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی اطاعت کرو گے تو پانی تمہارے لئے رحمت کا پانی بن کر برسے گا۔ پس پانی اپنی ذات میں انسان کی غلامی بھی کر سکتا ہے اور انسان کے خلاف بغاوت کر کے اس پر غالب بھی آ سکتا ہے۔ اسی طرح کائنات کی تمام قوتیں ایسی قوموں سے باغی ہو جایا کرتی ہیں جو خدا سے باغی ہو جائیں۔ پس طاغوت کے لفظ میں بہت ہی گہری حکمتیں ہیں۔ اس کو سمجھنا چاہیئے جس قسم کی سرکشی کوئی انسان کرتا ہے، اُس قسم کی سزا وہی سرکشی اُس کے لئے مہیا کر دیتی ہے۔

آج کی دنیا میں اس کی مثال AIDS کی بیماری ہے

جس میدان میں آج مغربی دنیا نے خدا کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کی ہے۔ جنسیات کے مضمون میں انہوں نے ہر حد کو توڑ دیا ہے اور ایسی کھلی بغاوت ہے کہ ان کے ریڈیو، ان کے ٹیلی ویژن، ان کے اخبارات بے حیائی میں حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں اور اسی میدان میں ان کی سزا کے سامان اسی طرح مہیا کئے گئے کہ جنسی طاقتوں نے ان کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ جہاں سے وہ لذتیں ڈھونڈھا کرتے ہیں وہاں سے ان کو عذاب مہیا کیا جا رہا ہے۔ پس یہ مضمون کوئی معمولی مضمون نہیں ہے اس میں بہت ہی گہرائی اور بہت ہی وسعت ہے۔ ہر انسان جس قسم کی روحانی بغاوت میں مبتلا ہوگا، جب وہ حد سے بڑھ جائیگی تب اس کی سزا مقدر ہوگی۔ یہاں اس سوال کا بھی جواب آ جاتا ہے کہ کیوں ہر جرم کے وقت انسان پکڑا نہیں جاتا؟ کیوں قومیں ابتدا میں ہی پکڑی نہیں جاتیں؟ اس لفظ میں یہ مضمون داخل ہے کہ جب کوئی حد سے بڑھ جائے تب اس کی سزا کا وقت ہوگا اور پھر سزا حد سے بڑھ جائیگی پس قوموں کو اُن کے جرم کی طاقتوں، اُن کے عصیان کی طاقتوں کے مطابق مہلت دی جاتی ہے۔ اور گناہوں کی حیثیت سے خدا تعالیٰ کی تقدیر میں کچھ حدیں مقرر ہیں۔ جب قومیں وہ حدیں پھلانگ جاتی ہیں، پھر ان کی سزا کا دور شروع ہوتا ہے اور وہی چیزیں جن میں انہوں نے حد سے تجاوز اختیار کیا ہوتا ہے اُن کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور اُن کے خلاف پھر تباہ کن اختیار کرتی ہیں۔ یہ ایک عام جزاء و سزا کا مضمون ہے جو ساری کائنات میں جاری و ساری دکھائی دیتا ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے اس میں بہت سے غور کرنے کے مواقع اور اس سے عبرت حاصل کرنے کے مواقع ہیں۔ ہم نے بہت لمبے عرصے تک تمام نوع انسان کی خدمت کرنی ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ ایک ہی نسل میں اپنے مقصد کو حاصل کر جائیں بلکہ ہمارے مقصد کا حصول نسلاً بعد نسلٍ جس طرح جھنڈے منتقل کئے جاتے ہیں اس طرح اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا چلا جائے گا اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہر نسل اپنے مطلوب کے قریب تر ہوتی چلی جائے، دور نہ ہٹنے لگے۔ اس اعلیٰ اور عظیم الشان مقصد کے حصول کے لئے جس کا دائرہ ایک نسل پر نہیں پھیلا ہوا بلکہ مسلسل بیسیوں نسلوں تک پھیلا ہوا ہے، اتنی ہی زیادہ محنت، اتنی ہی زیادہ توجہ، اتنی ہی زیادہ حکمت اور منصوبے کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں موجودہ نسلوں کو ہر قسم کی طغیانی سے پاک کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ کرنا چاہیئے۔ اس مضمون کو بچوں کو بڑوں کو سمجھانا چاہیئے۔ ان کو یہ بتانا چاہیئے کہ قومیں ہمیشہ اسی طرح ہی ہلاک ہوا کرتی ہیں اور تمہارے سامنے ہلاک ہونے والی بعض قوموں کی تقدیریں جاری ہو رہی ہیں ان کے نقوش ابھرتے چلے جا رہے ہیں۔ تم کیوں ان سے نصیحت نہیں پکڑتے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے۔

اس آیت پہ غور کرتے ہوئے (اس) بد نصیب ملک کا خیال آنا ایک طبعی امر بن چکا ہے کیونکہ پاکستان جا کر یہاں سے یہ آنے والے انتہائی دکھ بھری اور تکلیف دہ کہانی سناتا ہے کہ ہر دفعہ وہاں جانے پر ایک بدنیانی بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہر شعبۂ زندگی سے امن کلیتہً اٹھ چکا ہے۔ شرافت دن بدن مٹتی اور غائب ہوتی چلی جاتی دکھائی دیتی ہے۔ اور بے حیائی، ظلم، زیادتی، ہر قسم کی بغاوت جو دینی قدروں سے ہو یا عام انسانی قدروں سے ہو وہ زیادہ شدت اختیار کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ زیادہ سرکش ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

اس کی تفصیل بڑی دردناک ہے اور بڑی بھیانک ہے۔ قوم سے رحم مٹتا چلا جا رہا ہے اور ظلم بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ کراچی میں جو واقعات پہنچے ہوئے ان میں پانچ نوجوانوں کو پہلے باندھ کر بہت ہی خوفناک اذیتیں دی گئیں۔ اس کے بعد ان کو ایک کار میں جو غالباً انہی کی تھی اسی میں باندھا ہوا بٹھا کر کار کو آگ لگا دی گئی اور ڈاکٹروں کی رپورٹ یہ ہے کہ وہ اس حالت میں زندہ تھے اور اس آگ سے جل کر مرے ہیں۔ اس ظلم سے یہاں تک قوم کو جھٹکا لگا ہے کہ مختلف راہنماؤں نے بیان دیئے ہیں کہ یہ تو کوئی اسلامی نہیں ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہاں پہنچ کر ان کو پتہ چلا ہے کہ یہ اسلامی نہیں ہے۔ وہ ساری منازل جو بالآخر قوم کو یہاں تک پہنچا گئیں، وہ ہر منزل غیر مسلمان ہونے کی دلیل تھی۔ وہ ہر منزل بتا رہی تھی کہ تمہارا قدم اسلام سے غیر اسلامی طاقتوں کی طرف ہے۔ ایمان سے طاغوتی طاقتوں کی طرف اٹھ رہا ہے اور دن بدن تم طاغوت کے غلام ہوتے چلے جا رہے ہو۔ رشوت ستانی کا تو یہ عالم ہے، ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ جب میں کراچی پہنچا تو مجھے جلدی لاہور پہنچنا تھا اور وہاں ہوائی جہاز کے ٹکٹ کبھی نہیں ملتے جب تک یا پہلے تعلقات نہ ہوں یا بہت پہلے سے نہ خرید رکھے ہوں یا آپ غیر معمولی زیادہ قیمت ادا نہ کریں اور گاڑی کا یہ حال ہے کہ وہ ٹکٹ جو ۱۲۰ روپے کا مہیا ہوتا تھا، انہوں نے کہا کہ جب میں نے کوشش کی کہ مجھے کسی ذریعے سے مل جائے تو مجھے صاف انکار ہو گیا کہ سارے ٹکٹ بک چکے ہیں، کوئی گنجائش نہیں پھر مجھے کسی نے کہا کہ بے وقوف نہ بنو۔ قلی ٹکٹ بیچتے ہیں۔ آپ ۱۵۰ سو روپیہ ان کو دیں تو آپ کو ٹکٹ مل جائیں گے تو بجائے اس کے کہ کھڑکیوں پہ ٹکٹ مل رہے ہوں، وہاں اسٹیشن کے قلی ٹکٹ بیچتے پھر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ ۱۲۰ روپیہ کا ٹکٹ تھا (جو کہ آپ نے بتایا تھا) وہ ساڑھے تین سو روپے میں میں نے جیب سے آخر لیا۔ تو جس قوم کا یہ حال ہو چکا ہو۔ ظاہر بات ہے کہ اسی کا ایک ہی نتیجہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ قوم اپنی سب حدیں پھلانگ چکی ہے اتنے رخنے ان میں پڑ چکے ہیں کہ دن بدن اور زیادہ پھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ بعض دفعہ رخنے پڑنے کی تصویر اتنی تیزی سے بنتی ہے کہ آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی پھر اس کو SLOW MOTION میں دکھانا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ اتنی آہستہ بن رہی ہوتی ہے یا اتنے وسیع پیمانے پر بن رہی ہوتی ہے کہ بیک وقت آنکھ اس کا اندازہ نہیں کر سکتی۔ پھر اس کو تیزی کے ساتھ اکٹھا کر کے دکھانا پڑتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا شاید کہ بعض دفعہ گولی لگنے سے جو شیشے پھٹتے ہیں، ان کو معلوم کرنے کے لئے کہ کس طرح پھٹے تھے، بہت ہی آہستہ رفتار کے ساتھ اس تصویر کو دہراتے ہیں۔ پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ اس وقت گولی لگی تو پہلی دراڑیں کہاں کہاں پڑی تھیں۔ پھر کیا رخنے ظاہر ہوئے۔ پھر کس طرح شیشہ پھٹنا شروع ہوا کیونکہ بہت تیزی سے واقعہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کو آہستہ کر کے دکھانا پڑتا ہے۔ پاکستان کا اس وقت یہ حال ہو چکا ہے کہ یہاں تیزی سے بھی ہو رہا ہے اور اتنے وسیع پیمانے پر بھی ہو رہا ہے کہ نظر چندھیا جاتی ہے۔ اس کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو رہا ہے ہر سطح پر رخنے پڑ چکے ہیں اور مزید پڑتے چلے جا رہے ہیں اور اس قوم کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم سے یہ کیوں ہو رہا ہے۔ ان کی تاریخ میں جو قریب کی تاریخ ہے، جو سب سے بڑا تاریکی کا کارنامہ سر انجام دیا گیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار تھا اور قومی سطح پر انکار تھا۔ ایک ایسا انکار تھا جس کے متعلق آج تک تمام علماء کہتے چلے جاتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ طاغوت کا انکار تھا اور توحید سے وابستہ ہونے کے لئے ضروری تھا کہ ایک کفر کے لئے یہ انکار ضروری تھا۔

جہاں تک قرآن کریم کے مضمون کا تعلق ہے یہ بات غلط قرار نہیں دی جا سکتی کہ طاغوت کے انکار کے بغیر کامل ایمان میسر نہیں آ سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن اگر واقعۃً طاغوت کا انکار ہوتا تو جو ایمان نصیب ہوتا ہے اس کی تصویر قرآن کریم نے یہ کھینچی ہے کہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ وہ ساری قوم ایک وجود بن جایا کرتی ہے جو ہر قسم کی طاغوتی طاقتوں کا انکار کر دیتی ہے اور پھر ایمان لاتی ہے اور اس طرح توحید سے چمٹ جاتی ہے کہ اس کے لئے اس سے الگ ہونا ممکن ہی نہیں رہتا۔

ہمیشہ کے لئے توحید اس کے وجود کا حصہ بن جاتی ہے

یہ ہے نتیجہ جو قرآن کریم نے نکالا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کے نتیجے میں ان کو جو توحید ملی، اس توحید کا نقشہ بھی قرآن کریم نے ہی کھینچا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ (سورۃ الحشر آیت ۱۵) کیسی بد نصیب توحید ان کو حاصل ہوئی کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک ہو گئے ہیں۔ انکار اور کفر اور ظلم کے نتیجے میں، دشمنی کے نتیجے میں یہ اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں اور چونکہ نفرت کے نتیجے میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ خود نفرت کا شکار ہیں۔ محبت کے نتیجے میں اکٹھے نہیں ہوئے بلکہ نفرت کے نتیجے میں اس طرح اکٹھے ہوئے ہیں کہ ہر دل پھٹا ہوا ہے قرآن کریم نے جو کسوٹی پیش کی ہے اس کسوٹی پر آپ اس قوم کو پرکھ کر دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ نہ صرف یہ کہ واقعۃً یہ اس وقت بھی پھٹے ہوئے تھے جب جماعت احمدیہ کو الگ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کے نتیجے میں ایک وحدت کا اعلان کیا تھا مذہبی لحاظ سے اس وقت بھی پھٹے ہوئے تھے بلکہ اس کے بعد ہر دوسری جہت سے بھی پھٹنے لگے۔ کوئی ایک پہلو بھی پاکستانیوں کی شخصیت کا ایسا نہیں رہا جس میں پھر دراڑیں نہ پڑنی شروع ہوں۔ مزید رخنے نہ پیدا ہونے شروع ہوئے۔ بکھرتے چلے جا رہے ہیں۔ جس طرح شیشہ ٹوٹتا ہے تو کہتے ہیں کرچی کرچی ہو گیا۔ یہ تو بد نصیب ملک ہے جو کرچی کرچی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مذہبی وحدت کا تو یہ حال ہے کہ ہر فرقہ ایک دوسرے کے خلاف عناد میں دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

جماعت احمدیہ کے خلاف ہر قسم کا گند جو سفاکانہ رنگ میں شائع کیا جاتا ہے، اس کو ایک طرف چھوڑ دیجئے۔ کل ہی مجھے وہاں سے بعض اشتہارات ملے ہیں جو شیعوں کے خلاف ہیں اور ایسی گندی زبان استعمال کی گئی ہے ایسا خوفناک اشتعال دلایا گیا ہے شیعہ علماء کی تحریروں سے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ چیزیں پھیلیں تو نہایت خونریز فسادات شروع ہو جائیں گے اور وہ جو اشتہارات شائع کرنے والے ہیں

معروف سنی علماء ہیں۔

یہ نہیں کہ کوئی مخفی اشتہارات ہیں۔ سب کو پتہ ہے کہ کون ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔

صوبائی طور پر تقسیم ہوئی تھی اور ایک وقت ایسا تھا کہ ہم اس بات پہ فکرمند اور پریشان تھے کہ صوبائی تقسیمیں شروع ہو گئی ہیں۔ اب صوبے خود تقسیم ہو رہے ہیں۔ شہر تقسیم ہونے لگے۔ کوئی ایک افتراق کی راہ ایسی نہیں ہے جو کسی جگہ جا کر بند ہو چکی ہو۔ کوئی رخ ایسا نہیں ہے افتراق کا جس کی کوئی آخری منزل ہو۔ ہر تفریق کے بعد ایک اور تفریق ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے سندھ اور پنجاب کی تفریق کی شکل۔ پنجاب اور صوبہ سرحد کی تفریق تھی۔ بلوچستان اور پنجاب کی تفریق تھی۔ اب پنجاب عین بیچ میں سے بٹ چکا ہے۔ سندھ بٹ چکا ہے۔ کراچی بٹ چکا ہے۔ حیدرآباد بٹ چکا ہے۔ اور ان کے اندر مزید رخنے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ جزائر در جزائر

نہیں ہے جس کو قرآن کریم کی یہ آیت بیان کرتی ہے۔ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ کہ دیکھو اگر واقعۃً تم نے طاغوت کا انکار کیا اور تمام طاغوتی طاقتوں سے تعلق توڑ لیا تو تم طغیانی میں نہیں بڑھو گے۔ تمہیں وحدت عطا کی جائیگی۔ تمہیں قوت عطا کی جائیگی تمہارا تعلق خدا تعالیٰ سے ایسا پختہ ہو جائے گا کہ پھر اُس کے ٹوٹنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہے گا۔

یہ کیسا انکار تھا جس انکار نے اس قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کیا قرآن کریم کی اس آیت کے تابع انکار تھا؟ کیا قرآن کریم کی یہ پیشگوئی اور یہ وعدہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے۔ ہرگز نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ ایمان کا انکار ہے اور طاغوت پر ایمان لانے کے مترادف بات ہوئی ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو ایسا ناشکرا نہیں، ایسا بے وفا نہیں کہ وہ قوم جو اس کی خاطر عظیم الشان اقدامات کر رہی ہو اور طاغوت کو مٹانے کے لئے کارروائیاں کر رہی ہو، اس قوم کو پکڑ کر اپنے سے تعلق توڑ کے طاغوت کے حوالے کر دے۔ اس وقت پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس کا خلاصہ طغیانی ہے۔ اسی لئے مَیں نے وہ آیت آپ کو پڑھ کے سنائی تھی جس میں ثمود کا ذکر ہے۔ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ۔ وہ اپنی سرکشی کا ہی شکار ہو کر رہ گئے۔ وہی سرکشی جو انہوں نے خدا اور خدا والوں کے خلاف اختیار کی تھی، وہی ان کے لئے وہ طاغیہ بن گئی جو حد سے بڑھے ہوئے عذاب کی صورت میں ان کو ہلاک کر گئی۔ ان کو دنیا سے مٹا گئی۔

پس میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ہماری تمنا ہے کہ ایسا ہو۔ مَیں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارا یہ خوف ہے کہ یہ قوم اگر نہ سمجھی تو ایسا نہ ہو جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کوئی چند سال پہلے مَیں نے خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بتایا کہ اس قوم کا رُخ کس طرف ہے اور کس قسم کی سزائیں ان کی مقدر معلوم ہوتی ہیں۔ اُن میں ایک یہ مضمون بھی تھا کہ لوگ لوگوں کے خلاف ہو جائیں گے۔ ہر شخص ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے گا اور

ملک سے امن اٹھ جائیگا

وہ خطبہ آپ دوبارہ سنیں یا وہ خطبات سنیں تو آپ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کس طرح چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے جو سرکش ہونے والی قوموں کے حالات بیان کئے تھے وہ پاکستان کے حالات پر کتنے دردناک طور پر اطلاق پا رہے ہیں اور ان پر ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بڑی گہری فکر کی بات ہے۔ جہاں تک تمام دنیا کی جماعتوں کا تعلق ہے، ایک تو ان کے لئے اس بات میں ایمان کی مضبوطی کا پہلو ہے یعنی ایک پہلو سے ایمان افروز واقعہ ہے کہ ان حالات کو دیکھنے کے بعد دنیا کے پردے پر جہاں بھی کوئی احمدی بستا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی گمان نہیں کر سکتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جھوٹے تھے کیونکہ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے تھے تو قرآن کریم کی یہ آیت پھر بالکل مہمل اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کہ طاغوت کا انکار کرنے والے خدا سے مضبوط تعلق قائم کر لیا کرتے ہیں اور ایک وحدت میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ جھوٹے تھے تو جس قوم نے اس شدت کے ساتھ قومی سطح پر پورے کامل غور، ان کے کہنے کے مطابق، فکر اور تدبر کے بعد ایک سوچا سمجھا فیصلہ کرتے ہوئے انکار کیا ہے، اس قوم کو جزاء ملنی چاہیئے یا سزا ملنی چاہیئے یہ سیدھا سوال ہے۔

پس اتنے بڑے عظیم الشان فیصلہ کے بعد جو ان کے فکر کے مطابق طاغوت کا کلیۃً قومی سطح پر انکار تھا، وہ کیسا خدا ہے جس نے ان کو طاغوت کے حوالے کر دیا۔ اب یہ دیکھنے کے لئے تو کسی خاص بصیرت کی ضرورت نہیں ہے کہ اس وقت پاکستان طاغوت کے حوالے ہے اور احمدیت کا بڑے سے بڑا دشمن بھی خود یہ کہتا چلا جا رہا ہے کہ ہاں ہم طاغوتی طاقتوں کے حوالے ہو چکے ہیں۔ پھر کس نے آپ کو طاغوت کے حوالے کیا۔ کس خدا نے؟ اس خدا نے جس پر آپ ایمان لائے تھے۔ جس کی خاطر آپ نے نعوذ باللہ طاغوتی طاقتوں سے تعلق توڑا تھا۔ اس لئے یہ ایسی قطعی منطق ہے۔ ایسی یقینی دلیل ہے کہ دنیا کے پردے پر جو احمدی بھی ان حالات کا مشاہدہ کرے اور اس کے پس منظر میں ہونے والے واقعات کو نگاہ میں رکھے، اس کا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا مستحکم ہو جائے گا کہ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ

لَا انْفِصَامَ لَهَا۔

ان حالات کو دیکھنے کے بعد دنیا کے پردے پر کوئی احمدی ایسا نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کڑے پر ہاتھ نہ ڈال دے، جو خدا کی رسّی سے بندھا ہوا ہے۔ اور پھر یہ اقرار نہ کرے کہ ہاں اے خدا مَیں نے اس کڑے پر ہاتھ ڈالا اور مجھے یہ جزا مل گئی ہے کہ — لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ نہ اب یہ کڑا ٹوٹ سکتا ہے نہ میرا اس سے یہ تعلق ٹوٹ سکتا ہے لیکن دوسرے پہلو سے ایک بہت ہی بڑی عبرت بھی اس میں ہے اور ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی آتی ہے۔

عبرت اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسی قوموں کو جو معاف نہیں کیا کرتا جو حد سے تجاوز کر جاتی ہیں۔ اور نام کے لحاظ سے ان کا کسی سے بھی تعلق ہو، اس تعلق کی پھر پرواہ نہیں کیا کرتا۔ پس جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اس کڑے پر ہاتھ ڈالنے کے بعد پھر کبھی اس سے بے وفائی نہ کرے اور مسلمان اپنی ذات پر نگران رہے۔ ہم میں سے ہر شخص بحیثیت شخص، ہر جماعت بحیثیت جماعت، ہر تنظیم بحیثیت تنظیم، ہر گھر والا بحیثیت گھر کے مالک کے، ہر عورت بحیثیت ماں کے یا بہن کے یا اور اپنے تعلقات کے دائرے میں اس بات پر نگرانی کرے کہ ہم میں کسی قسم کی طغیانی کے آثار نہ پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ طغیانی کا جو مضمون ہے یہ اپنی ذات میں ایک بہت ہی واضح تصویر پیش کرتا ہے۔ طغیانی یونہی تو نہیں آ جایا کرتی اچانک۔ اس سے پہلے آثار پیدا ہوتے ہیں لہریں اٹھتی ہیں۔ ہواؤں کے مزاج بگڑنے لگتے ہیں۔ دیکھنے والوں کو خواہ موسم والوں نے پیش خبری کی ہو یا نہ کی ہو اندازہ ہو جایا کرتا ہے۔ پرندوں کو بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کتوں کو بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ بھی بے چین ہوتے ہیں بھونکنے لگتے ہیں۔ کوّے کائیں کائیں کرنے لگتے ہیں اور جو بعض بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اُن کی بیماریوں کی علامتیں ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک تجربہ آج سے آٹھ دس سال پہلے کیا گیا ایک بچی کو موسم بگڑنے پر دمے کی تکلیف ہو جایا کرتی تھی اور ڈاکٹروں نے جب اس کا تفصیل سے جائزہ لیا تو یہ بات دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دنیا کا کوئی آلہ بھی موسم کی تبدیلی کا حال جانچ نہیں سکتا تھا۔ کوئی علامت نہیں پکڑ سکتا تھا لیکن اس کی بیماری اس علامت کو پکڑ لیا کرتی تھی اور جب وہ بیماری کے آثار ظاہر ہوتے تھے تو لازماً موسم میں وہی تبدیلی پیدا ہوتی تھی جو اس تبدیلی سے پہلے وہ بیماری اُس کو پکڑ لیتی تھی تو خدا تعالیٰ نے تو CONSCIOUSLY یعنی باشعور طور پر بھی اور غیر شعوری طور پر بھی انسان کے اندر یہ طاقتیں پیدا فرمائی ہیں کہ وہ حالات کا جائزہ لے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ گناہ جڑ پکڑ رہے ہوں۔ طغیانیاں آہستہ آہستہ سر اُٹھا رہی ہوں اور کسی صاحب بصیرت کو، کسی آنکھوں والے کو کچھ دکھائی نہ دے جو خاندان ہلاک ہو گئے ہیں جن کی بچیاں آزاد ہو کے گھروں سے نکل جاتی ہیں، وہ خاندان جن کی اولادیں ان کے لئے کسی نہ کسی طرح ذلت کا موجب بنتی ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اچانک یہ ہو گیا ہم بے بس ہیں بالکل جھوٹ ہے۔

طغیانی کا مضمون ہر جگہ بالکل اسی طرح صادق آتا ہے جس طرح بیرونی دنیا میں صادق آتا ہے

ایک دن میں طغیانی نہیں ہوا کرتی

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۲

اور دن بدن اُن کے دُکھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے اپنی دُعاؤں میں اِس بات کو بھی شامل رکھیں کہ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داریاں بااحسن رنگ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ یہ دُعا کریں کہ

وہ مسلمان جن کو ساتھ لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے۔

جو اِس تقدیر کا حصّہ ہیں کہ آئندہ نئے جہان کی بناء انہوں نے ڈالنی ہے اُن کو اللہ تعالیٰ ہلاکت سے محفوظ رکھے۔ اگر یہ مسلمان نہ رہیں تو پھر ہمارے پاس وہ کونسی قوم ہوگی جس کو لے کر ہم آگے بڑھیں گے۔ نئی قوموں میں سے بھی قومیں آئیں گی لیکن وہ قومیں جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمانوں میں پیدا ہوتی چلی آرہی ہیں ان کے رنگ اور ہیں۔ اُن کے اندر اسلام بہت گہرے طور پر جذب ہو چکا ہے۔ ان کے ظاہری کردار میں اگر نہ بھی نظر آ رہا ہو تو کوئی اہلِ دانش اِس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ معمولی سی کوشش سے ان کی صفائی ہو سکتی ہے۔ ان کے اندر اسلامی اخلاق کو دوبارہ قائم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایمان کی گہری جڑیں ابھی تک اُن میں موجود ہیں۔ اِسلامی معاشرہ اُن کے لئے اجنبی نہیں ہے۔ کوئی ایسے تمدنی رجحانات اُن کے نہیں ہیں جو اِسلام کے نافذ ہونے کی راہ میں ایک ٹھوس مدافعت دکھائیں لیکن مغربی قوموں میں اگر آپ نے تیزی سے اِسلام پھیلا بھی دیا تو اِس کے نتیجے میں ان کی اپنی تہذیب ہے۔ اِن کا اپنا تمدن ہے جس کا ایک بڑا حصّہ نہ صرف یہ کہ غیر اسلامی ہے بلکہ اِسلام کی روح سے ٹکرانے والا ہے۔ یہ آسان کام نہیں ہے کہ اِن کے دل اپنے تمدن اور اپنی تہذیب سے توڑ کر اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب کو اپنانے کی طرف مائل کئے جا سکیں۔ چند خاندان جو اِسلام قبول کرتے ہیں اُن پر بھی مجھے علم ہے کہ ہمیں کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے لازماً احمدیت کے لئے آئندہ دُنیا میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے جو مواد کی ضرورت ہے وہ عالمِ اِسلام سے مہیا ہوگا اور عالمِ اسلام کے بغیر ہم عظیم الشان انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ اس لئے علماء کی اگرچہ لاکھ یہ کوشش ہے کہ جماعت احمدیہ کو عالمِ اسلام سے توڑ کر الگ پھینک دیا جائے لیکن کسی قیمت پر بھی جماعت احمدیہ نے عالمِ اسلام سے جدا نہیں ہونا۔ اِن کے مظالم کو منتقمانہ ردِّ عمل کے طور پر اپنے دلوں میں پیدا نہیں ہونے دینا۔ یاد رکھیں اِس بات کو جب بھی آپ کا دل مسلمان ظالموں کے خلاف انتقامی جذبات سے بھرے گا وہیں آپ کی شکست کے آثار شروع ہو جائیں گے۔

یہ وہ قوم ہے جس قوم میں زندگی کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ آئندہ انقلابات کی بنیادیں مسلمان عوام سے اُٹھائی جائیں گی اور لازماً جماعت احمدیہ کو اِن کے دل جیتنے ہیں، آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں، لازماً یہ وہ دل ہیں جن کو جماعت احمدیہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ ان کو جیتے گی اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا برپا کردہ انقلاب از سرِ نو تمام عالم میں بپا کیا جائیگا۔ پس اِس بات کو ہمیشہ پلّے باندھے رکھیں۔ کبھی کبھی مسلمان بھائیوں کے مظالم کے نتیجے میں اِس رنگ میں دل برداشتہ نہ ہوں کہ آپ کے دل سے بد دُعائیں نکلنی شروع ہوں۔ جلد بازی میں آپ کہنے لگیں کہ آگئی سزا۔ اب یہ پکڑے جائیں گے۔ اب یہ مار کھائیں گے۔ جہاں یہ بات ہوئی وہاں یہ سمجھ لیں کہ آپ کا اپنا جسم فالج زدہ ہو رہا ہے۔ جن پر آپ کی بنا تھی وہ آزار اور مفلوج ہو جائیں تو آپ نے دُنیا میں کام کیا کرنے ہیں۔ پس آپ نے ہرگز کسی قیمت پر عالمِ اسلام سے جداگانہ شخصیت اِن معنوں میں اختیار نہیں کرنی کہ آپ ان سے اپنے وجود کو اس طرح الگ سمجھیں کہ اِن کے سُکھ اور ان کے دُکھ آپ کے سُکھ اور دُکھ نہ رہیں اور ان سے گہری ہمدردی جو آپ اپنے دل میں رکھتے ہیں اس کو کسی قِسم کا نقصان پہنچنے لگے۔ یہ ایک مشکل کام ہے۔ مشکل فیصلہ ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ نفسیاتی لحاظ سے ایک بہت کٹھن بات ہے جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں مگر اسی میں ہماری زندگی ہے۔ اسی میں ہماری بقاء ہے۔ پس دُعا کے ذریعے مدد مانگیں اور یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد تر مسلمان عوام (الناس) کی آنکھیں کھولے جو بالکل بیچارے، بے قصور اور ناسمجھ ہیں اور ان کو اس ظالمانہ قیادت سے جو ملّاں کی قیادت ہے اِن سے اللہ تعالیٰ جلد تر نجات بخشے کیونکہ یہ قیادت اگر زیادہ دیر ان کے کندھوں پر سوار رہی تو لازماً اِن کو لے بیٹھے گی اور ابھی سے اِس کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داریوں کو اپنے پیش آمدہ خطرات کو اور جہاں جہاں ہمارے فوائد وابستہ ہیں ان جگہوں کو پہچاننے اور ذہن نشین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہی وہ نور ہے جس کی روشنی میں ہم نے آگے بڑھنا ہے ٭

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۸

اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم مہلت دیتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ حدوں سے تجاوز کر جاؤ، یہ بتاتا ہے کہ بہت لمبا عرصہ ان چیزوں کے پیدا ہونے اور اپنے پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں لگتا ہے۔ پس کسی کے لئے یہ کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا کہ تبھی ہم اچانک پکڑے گئے۔ چھوٹے بچے جب سکول جاتے ہیں اور واپس آ کے کچھ حرکتیں کرتے ہیں تو ہر صاحبِ بصیرت کے لئے اس میں ایک انتباہ ہوتا ہے۔ اسی وقت وہ پہچان سکتا ہے کہ اِس بچے کا رُخ کس طرف ہو چکا ہے۔ چنانچہ بعض مائیں جو ذہین ہیں اور ان باتوں کا خیال کرتی ہیں، بعض دفعہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچے، دو دو تین تین سال کے میرے پاس لے کے آتی ہیں کہ اِس میں یہ بات پیدا ہو رہی ہے۔ جب ٹیلی ویژن دیکھتا ہے تو یہ حرکت کرتا ہے۔ جب کنڈر گارٹن جاتا ہے تو یہ حرکت کرتا ہے اور ہمیں فکر پیدا ہو گئی ہے۔ وہ بالکل معمولی سی بات ہوتی ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ کیسی پاکیزہ اور کیسی اعلیٰ اور کیسی ذہین مائیں خدا تعالیٰ نے احمدیت کو بخشی ہیں۔ پھر اُن کو مَیں سمجھاتا ہوں کہ یہ طریق اختیار کریں۔ یہ کریں۔ چنانچہ پہلی انگلستان میں ایک ایسی ماں اپنے بچے کو لے کے آئی کہ یہ حرکت کرتا ہے۔ مجھے اس سے بڑی فکر پیدا ہو گئی ہے مَیں نے اسے سمجھایا۔ اس کے بعد دوبارہ پھر چند مہینے یا ایک سال کے بعد وہ خاندان آیا اور انہوں نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے اب ہمیں تسلی ہو گئی ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ جرمنی سے ایک خاتون کا خط آیا کہ میری بچی اس عمر کی ہے، اس نے یہ بات شروع کر دی ہے۔ مَیں بڑی پریشان ہوں تو وہ ذہین قومیں جنہوں نے لمبے فاصلے طے کرنے ہیں۔ جن کا کام ایک نسل سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ نسلاً بعد نسلٍ پھیلا ہوا ہے، انہیں لازماً اسی طرح صاحبِ بصیرت ہونا ہوگا۔ انہیں لازماً اسی طرح حساس بننا ہوگا۔ جب طغیانیاں زور پکڑ جائیں تو پھر اُن کے سامنے کوئی پیش نہیں جا سکتی۔ بڑی سے بڑی قومیں بھی اُن کے سامنے بالکل بے حقیقت ہو کر رہ جایا کرتی ہیں۔ اب یہ چھوٹے سے طوفان آئے ہیں انگلستان میں۔ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ کتنی بڑی عظیم الشان طاقت ہے انگلستان کی یعنی گئی گذری ہونے کے باوجود ابھی غریب ملکوں کے مقابل پر بہت ہی بڑی ایک طاقت ہے۔ بہت منظم ہے۔ ہر قسم کے سامان اِن کو مہیا ہیں لیکن ہواؤں کے سامنے اور بارش کے سامنے اِس طرح بے بس ہو گئے کہ کوئی بھی پیش نہیں جاتی جس طرح پاکستان کے جھونپڑیوں والے بے بس ہو جایا کرتے ہیں اسی طرح یہ بڑی بڑی مضبوط عمارتوں والے بے بس ہو کر رہ گئے۔ وہاں یونائیٹڈ سٹیٹس یعنی امریکہ میں بعض اچانک آنے والے خوفناک طوفان ہیں۔ اچانک ان معنوں میں کہ جب وہ پہنچتے ہیں ساحل تک تو بڑی تیزی کے ساتھ وہ شدت اختیار کرتے ہیں مگر اِن معنوں میں نہیں کہ وہ بنتے ہی وہی ہیں۔ سینکڑوں میل پہلے، بعض دفعہ مہینوں پہلو ں سے وہ پرورش پا رہے ہوتے ہیں۔ وہ آثار بن رہے ہوتے ہیں لیکن جب وہ کنارے تک پہنچتے ہیں اور کسی شہر پر کسی ساحلی قصبے پر حملہ کرتے ہیں تو وہ طوفان اس طرح ہیں جیسے بالکل اچانک پیدا ہوئے ہو

اتنی مخافت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ مضبوط چھتیں اچانک اُڑ جاتی ہیں۔ کاریں کئی کئی فٹ بلندی تک اُٹھ کے پھر گرتی ہیں اچانک انسان کھڑا ہوا ایک نرم بگولے کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا ہے۔ اور پھر سینکڑوں فٹ کی بلندی سے گرتا ہے۔ بڑے بڑے مضبوط گارڈرز بڑے بڑے بھاری کنکریٹ کے تودے کے تودے یوں ہوا میں اُڑ جاتے ہیں جس طرح چھوٹے سے کنکر کو انسان اُچھالتے۔ اس وقت انسان کی کیا پیش جاسکتی ہے۔ قرآن کریم نے بہت خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔ لَمَّا طَغَا الْمَاءُ ان کو طاغیہ نے پکڑ لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا عذاب جس کے سامنے انسان بالکل بے بس اور بے اختیار ہو کر رہ جاتے۔

پس جب یہ طاغیہ بنتی ہے اس وقت آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب آپ کے کسی بچے میں آپ کے کسی عزیز میں یہ بغاوت اپنا زور مار چکی ہوتی ہے اور وہ اپنا سر اُٹھا لیتا ہے پھر وہ وقت نہیں ہے کہ آپ اس کو سنبھال سکیں۔ پھر رونے اور حسرت کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہتا۔ ہاں

دُعا کے ذریعہ بعض دفعہ اللہ تعالےٰ غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔

اور دُعا کے ذریعے ہر طغیانی پر بھی فتح پائی جاسکتی ہے۔ دیکھیں حضرت نوحؑ بھی تو اسی طغیانی کا شکار تھے لیکن کس طرح خدا تعالےٰ نے آپ کو اس طغیانی پر فتح عطا فرمادی۔ پس یہ ایک الگ مضمون ہے لیکن عام حالات میں انسان جب سرکشی اپنی انتہا کو پہنچے تو پھر بے بس ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے آپ خصوصاً وہ لوگ جو مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو آج کل بدقسمتی سے تیسری دُنیا کے ایسے معاشرے میں رہ رہے ہیں جہاں نام کی مذہبی قدریں رہ گئی ہیں لیکن ہر لحاظ سے دہریت زور مار چکی ہے۔ اُن کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو، اپنے گرد و پیش کو، اپنے ماحول کو، اپنے عزیزوں کو ہمیشہ باریک نظر سے دیکھیں اور آثار جب پیدا ہو رہے ہوں اس وقت اُن آثار سے نپٹنے کے سامان کریں۔ اُن آثار سے نپٹنے کے سامان میں دعا بھی شامل ہے اور اس وقت کی دُعا زیادہ مؤثر ہوگی۔ پھر دوسرے ذرائع دُعا کے لئے لکھنا، جماعت کے نظام سے تعلق جوڑنا اور ہر قسم کی کوششیں کرنا جب کہ ابھی بیماری سر اُٹھا رہی ہے۔ جب کینسر جڑ پکڑ چکی ہو۔ جب اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہو تو پھر کچھ پیش نہیں جاسکتی۔ چنانچہ کینسر بھی دراصل اسی طاغیہ کی ایک شکل ہے۔ وہ بیماری جو بے قابو ہو جائے۔ جو سرکش ہو جائے۔ جو نظام کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ پس جماعتوں میں بھی جہاں جہاں ایسے لوگ پیدا ہوں جو ایسے وسوسے پھونکتے ہیں جو بالآخر نظام کے خلاف بغاوت پر منتج ہوتے ہیں ان کی بھی نگرانی کریں۔ اور وقت پر انہیں سمجھائیں۔ معمولی کوششوں سے بھی ابتداء میں چیزوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ پس عبرت بھی ہے جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے اور ساری دُنیا کی جماعت کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور اس سے سبق سیکھنا چاہیئے اور یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کبھی بھی جماعت احمدیہ کو اس انجام تک نہ پہنچائے کہ اس کے نفس کی طاغیہ اس پر قابو پالے اور پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے قدرت اس سے بیرونی طاغیہ کے ذریعے انتقام لے۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ہمیں راہِ راست پر قائم رکھے اور وہ توازن اختیار کرنے کی توفیق بخشے جو اسلامی تعلیمات کی روح ہے ✦

تصحیح

"بدر" ۸ مارچ سنہ ۱۹۹۰ء میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم کے ذکرِ خیر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں سہواً یہ بات رہ گئی ہے کہ مرحوم کی نمازِ جنازہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد و قائمقام ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھائی۔ قارئین کرام اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔ (ایڈیٹر)

درخواست دُعا

بمبئی سے بذریعہ خط یہ اطلاع ملی ہے کہ خاکسار کے نسبتی نانا مکرم عبد الباری صاحب بوجہ شوگر و بلڈ پریشر علیل ہیں اور ایک مقامی ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں صحتِ کاملہ کے لئے درخواست دُعا ہے۔

خاکسار۔ نواب احمد گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

★ مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب منڈاشی بھدرواہ سے پندرہ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے بیٹے محمد لطیف منڈاشی، ہدایت اللہ منڈاشی اور بھانجی فوزیہ انجم نے مختلف امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان سب کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

السلام علیکم

اسلم تسلم

اسلام لا تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا!

محتاجِ دُعا

یکے از ارکین جماعت احمدیہ بھیونڈی (مہاراشٹر)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری - نارتھ ناظم آباد - کراچی - فون نمبر ۶۲۹۹۴۳

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

(پیشکش)

یانی پبلیسرز - کلکتہ ۷۰۰۰۱۶

ٹیلیفون نمبرز: 43-4028-5137-5206

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے !!

زوجام عشق ۱۰۰/- روپے

حب مقوی اٹھرا ۲۵/- روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس)

تریاق معدہ ۱۵/- ۸/-

روشن کاجل

حب جدوار ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

أفضل الذكر لا إله إلا الله

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی۔ ۳۱/۵/۶ لوور چت پور روڈ کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES :- OFFICE :- 275475 — RESI :- 273903.

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار (درثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15 - SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS - 600004.

PHONE NO. 75360 / 74350

الخير كله في القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اشفعوا تؤجروا

(سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RADWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,

FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,

ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں ⁂ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE :- 6348179 / RESI :- 6289389 } BOMBAY - 400099.

مقام مسیح موعود علیہ السلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذا رجل یحب رسول اللہ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۹۸)

طالبان دعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد

پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ:- کرشن احمد، گوہر احمد اینڈ براورس سٹاکسٹ جیون ڈریسز - مدینہ میدان روڈ بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی فون نمبر:- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس،
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس،
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا پنکھے اور سلائی مشین سیلز اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش:- **ROYAL AGENCY**

PRINTERS, BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANORE -670001. PHONE NO. 4498.
HEAD OFFICE :- P.O. PAYANGADI
(KERALA) PIN. 670303.
PHONE NO. 12.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف - مالکان حمید ساڑی مارٹ - صالح پور - کٹک (اڑیسہ)

AUTHORISED JOBBERS JEEP PARTS　Mahindra

AUTHORISED DISTRIBUTORS　AMBASSADOR · TREKKER BEDFORD · CONTESSA

AUTHORISED DEALERS　PERKINS P3.P4 P6 P6/354

آٹو ٹریڈرز　**AUTOTRADERS,**
16- MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001.
تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار - ٹرک - بس - جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 اور 28-1652

"ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود صفحہ ۱۰۔۱۱)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!